خطبہ فدک میں دینی واخلاقی معارف

روشن علی☆

بنت الرسولؐ حضرت فاطمہ الزہرسلام اللہ علیہا کا خطبہ فدک جہاں سیاسی لحاظ سے اہمیت رکھتا ہے وہاں اس کی دینی واخلاقی معارف وتعلیمات کے لحاظ سے بھی غیر معمولی حیثیت ہے، ہم نے یہاں اس خطبے کو اسی پہلو سے پیش کرنے کی کوشش کی ہے، اس خطبے کو بہت سے محدثین اور ثقہ راویوں نے کئی اسناد سے نقل کیا ہے ان میں سے ہم صرف چار اسناد کا ذکر کرتے ہیں۔

۱　**روایت زینب بنت علی علیہا السلام**

ابن ابی الحدید روایت کرتے ہیں:

قال ابوبکر فحدثنی محمد ابن زکریا قال: حدثنی جعفر بن محمد بن عماره الکندی قال: حدثنی ابی عن الحسین بن صالح بن حی ، قال : حدثنی رجلان من بنی هاشم عن زینب بنت علی ابن ابی طالب علیه السلام

۲　**روایت حسن ابن حسن بن علی بن ابی طالب علیہم السلام**

جوہری اپنی کتاب **السقیفہ وفدک** میں روایت کرتے ہیں:

حدثنی احمد بن محمد بن یزید، عن عبد الله بن محمد بن سلیمان، عن ابیه ، عن عبد الله بن الحسن بن الحسن ، قالوا جمیعا : لما بلغ فاطمة علیها السلام اجماع ابی بکر علی منعها فدک لاثت خمارها...

۳　**روایت زید ابن علی بن الحسین علیہ السلام**

ابن طیفور اپنی کتاب: **بلاغات النساء**، میں روایت کرتے ہیں:

حدثنی جعفر ابن محمد رجل من اهل دیار مصر لقیته بالرافقة قال حدثنی ابی قال اخبربا موسی ابن عیسی قال اخبرنا عبد الله ابن یونس

☆اسٹنٹ پروفیسر، وفاقی نظامت تعلیمات، اسلام آباد

قال اخبرنا جعفر الاحمر عن زید ابن علی رحمة الله علیه عن عمته زینب بنت الحسین علیهما السلام قالت لما بلغ فاطمة علیها السلام اجماع ابی بکر علی منعها فدک لاثت خمارها و خرجت فی حشدة نسائها و لمة من قومها

۴ روایت حضرت عائشہؓ

سید شریف مرتضی علم الہدی اپنی الشافی فی الامامة میں روایت کرتے ہیں:

اخبرنا ابو عبد الله محمد ابن رمران المرزابانی قال حدثنی محمد ابن احمد الکاتب قال حدثنا احمد ابن عبید ابن ناصح النحوی قال حدثنا الزیادی حدثنا شرقی ابن قطامی عن محمد ابن اسحاق قال حدثنا صالح ابن کیسان عن عروة عن عائشة قالت لما بلغ فاطمة علیها السلام اجماع ابی بکر علی منعهافدک لآثت خمارها...

اس سے مزید تحقیق کے لیے کتب تاریخ وسیر کا مطالعہ کیا جائے بالخصوص شرح ابن ابی الحدید، کتاب السقیفہ وفدک، بلاغات النساء وغیرہ کی طرف رجوع کیا جائے۔

خطبہ فاطمۃ الزہراء × کے دینی واخلاقی معارف:

ہم عربی متن کو بخوف طوالت ترک کرتے ہیں صرف ترجمہ پر اکتفا کرتے ہیں۔ خطبہ کے متن کو لفظ **اصل** سے بیان کرتے ہیں اور اس کی وضاحت کو **مختصر تشریح** کے عنوان سے بیان کرتے ہیں۔ خاتون جنت ÷ کے اس خطبہ کو ہم نے دینی واخلاقی تعلیمات کے لحاظ سے چند حصوں میں تقسیم کیا ہے، جن کی تفصیل ذیل میں پیش کی جارہی ہے۔

(ا) اللہ کی حمد، توحید اور صفات:

اصل

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ان نعمتوں پر جو اس نے عطا کی ہیں، اس کا شکر ہے ان توفیقات پر جو اس نے عنایت کی ہیں، اس کی ثناء ہے ان عام نعمتوں پر جو اس نے ابتداء میں ہمیں عطا کی ہیں، اور وہ بے حساب آسائشیں جو ہمارے لیے مہیا کی ہیں، اور وہ پے در پے نعمتیں جو ہمارے شامل حال ہیں، وہ نعمتیں جن کو شمار نہیں کیا جاسکتا، وہ اتنی زیادہ وسیع ہیں کہ ان کا شکر ادا نہیں کیا جاسکتا، اور اس کی انتہا انسان کے ادراک سے خارج ہے، نعمتوں میں اضافہ اور تسلسل کے لیے لوگوں کو شکر کرنے کی ہدایت کی، ان (نعمتوں) کی تکمیل کے لیے

تمام مخلوقات کو اپنی حمد کا حکم دیا، اوران کو حاصل کرنے کے لیے مکرر دعوت دی۔

میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، یہ ایک ایسا کلمہ ہے جس کی روح اخلاص ہے، اس نے اس (توحید) کے ادراک کو دلوں میں ٹھہرایا، اور اس کے ادراک کے ذریعے ذہنوں میں روشنی بخشی، وہ خدا جس کو آنکھوں سے دیکھا نہیں جا سکتا، نہ زبان سے اس کا وصف بیان کیا جا سکتا ہے، اور نہ ہی عقل و وہم کے ذریعے اس کی کیفیت کو سمجھا جا سکتا ہے۔

مختصر تشریح

جناب فاطمۃ الزہراء علیہا السلام کے اس خطبہ کے ایک ایک جملے میں مفاہیم کا ایک سمندر موجزن ہے، ان تمام مطالب کا تذکرہ اس مختصر سے مقالہ میں ناممکن ہے، لیکن موضوع کی مناسبت سے ان مطالب کی طرف اشارہ کیا جائے گا۔

(الف) خالق کائنات کا شکریہ ادا کرنا:

جناب زہراء علیہا السلام خطبے کی ابتدا خالق کائنات کی بیشمار نعمتوں کا شکریہ ادا کرنے سے کرتی ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اللہ تعالی کی نعمتیں ہمارے پورے وجود پر چھائی ہوئی ہیں۔ ہم سر سے پیر تک ان نعمتوں میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ اور اپنی محدود عقل کے ذریعے اس لامحدود کی نعمتوں کو شمار نہیں کر سکتے، کیونکہ اسی منعم نے اپنے پاک کلام میں ارشاد فرمایا ہے:

"اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا .

اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو شمار نہیں کر سکو گے۔(۱)

یہی احساس شکر گذاری کے جذبہ کو بیدار کرتا ہے اور ہمیں اللہ کی ذاتِ پاک کی معرفت کی دعوت دیتا ہے کیونکہ نعمتوں کا احساس انسان کو منعم کی شکر گزاری پر آمادہ کرتا ہے، شکر بندگی کی طرف لاتا ہے۔ شکر کا پہلا درجہ دل میں نعمتوں کا احساس ہے، دوسرا زبان سے ان کا اقرار ہے اور تیسرا عمل سے ان کا اظہار ہے، اسی طرح انسان اپنے پورے وجود سے خالق کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرتا ہے اور مکمل اس کی بندگی میں آ جاتا ہے۔

خالق کائنات انسان کے شکریہ کا محتاج نہیں ہے اور نہ ہی اس کا شکریہ ادا کرنے سے اس کی ذات میں کوئی فرق آئے گا بلکہ اس نے اپنی نعمتوں کا شکریہ ادا کرنے کی دعوت اسی لیے دی ہے کہ بندوں پر اپنی نعمتیں زیادہ سے زیادہ کرے۔ ارشاد ہے:

"لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ."

اگر تم (میری نعمتوں کا) شکریہ ادا کرو گے تو مزید عطا کروں گا۔(۲)

بندے اس کا شکر ادا کرنے سے قاصر ہیں، کیونکہ شکر گذاری کی توفیق بھی خود ایک نعمت ہے اور شکر ادا

کرنے کے ذرائع یعنی فکر، ہاتھ اور زبان وغیرہ سب اسی کی نعمتیں ہیں۔اس بنا پر عاجزی کے علاوہ کوئی اور راستہ نہیں ہے۔

(ب) توحید اور صفات:

جناب زہراء علیہا السلام خالق کائنات کا شکر ادا کرنے کے بعد اس کی توحید کا تذکرہ کرتی ہیں کہ وہ ہی خدائے وحدہ لاشریک ہے اور لائق عبادت ہے۔توحید کی روح وہی خلوص ہے، اپنی روح کو غیر خدا سے پاک صاف رکھنا، دل کی گہرائیوں میں اس کی محبت، اس کے احکام کے سامنے سراپا سر تسلیم خم کرنا اور ہر وہ چیز جو اس کی مخالفت کا سبب ہو اس کو بھول جانا، اس کے علاوہ کسی اور کا تصور بھی نہ کرنا۔

توحید ابتدا ہی سے انسان کی فطرت میں ودیعت کردی گئی ہے۔اللہ کا یہ نور وجود کی گہرائیوں میں روشنی دئے رہا ہے لیکن ظاہری حوادث انسان کو غافل بنا دیتے ہیں۔جب سخت طوفان آتے ہیں، زندگی کا شیرازہ بکھرنے لگتا ہے، غفلت کے پردے اٹھ جاتے ہیں، بے خبر انسان ہوش میں آنے لگتا ہے اور بے اختیار خدا کی جانب بڑھنے لگتا ہے اور اسے ہی وحدہ لاشریک ماننے لگتا ہے۔

خاتون جنت فرماتی ہیں کہ عقل وفکر کے لیے خالق کائنات کی ذات کی حقیقت سمجھنا محال ہے، اسی طرح ایک حدیث میں امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

کلما میزتموہ باوھامکم فی ادق معانیہ مخلوق مصنوع مثلکم مردود الیکم .

اسی طرح کوئی اس کی صفات کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتا ہے۔[۳]

جس کے متعلق ارشاد رسول کریم ﷺ ہے

"ما عرفناک حق معرفتک."

ہم تجھ کو اس طرح نہ پہچان سکے جس طرح معرفت کا حق ہے۔[۴]

اسی طرح امام زین العابدین علیہ السلام اپنی دعا میں ارشاد فرماتے ہیں:

"ما عبدناک حق عبادتک ."

اے خدا! ہم اس طرح تیری عبادت نہ کر سکے جس طرح تیری عبادت کا حق ہے۔[۵]

(۲) تخلیق کائنات کا مقصد:

اصل

اس نے دنیا کی چیزوں کو ایجاد کیا بغیر اس کے کہ اس سے پہلے کسی چیز کا وجود ہو، ان سب کو پیدا کیا بغیر اس کے کہ اس سے پہلے کوئی مثال رہی ہو، ان کو اپنی قدرت سے بنایا، اپنے ارادے سے خلق کیا بغیر اس کے کہ اس

کوان کی خلقت کی ضرورت رہی ہو، یا ان کی تخلیق سے اس کی ذات کو کوئی فائدہ پہنچتا ہو۔ وہ صرف اپنی حکمت کو آشکار کرنا چاہتا تھا، اور طاعت و بندگی کی طرف توجہ دلانا چاہتا تھا، اور اپنی قدرت کا اظہار کرنا چاہتا تھا، مخلوق کو اپنی بندگی کے دائرہ میں لانا چاہتا تھا، اور (پیغمبروں کے ذریعے) اپنی دعوت کو استحکام دینا چاہتا تھا۔ پھر اس نے اپنی اطاعت کو باعث ثواب، اور معصیت کو موجب عذاب قرار دیا تا کہ اس کے بندے اس کے غضب سے بچے رہیں اور اس کی جنت کی طرف گامزن رہیں۔

مختصر تشریح

خاتون جنت نے خطبہ کے اس حصہ میں تخلیق کائنات کے سلسلے میں بہت اہم مسائل کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اختصار کے ساتھ ان کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

(الف) تخلیق کائنات کے سلسلے میں اہم مسئلہ یہ ہے کہ ابتداء میں کسی مادہ کا وجود نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ اس مادہ سے دوسری چیزوں کو پیدا کرتا بلکہ یہ تخلیق بلکل عدم سے وجود میں آئی ہے، اس طرح کی تخلیق صرف اللہ کی ذات سے مخصوص ہے۔

(ب) اسی ذات نے اس کائنات کو پیدا کیا بغیر اس کے کوئی دنیا موجود ہو یا کوئی تصویر موجود ہو جس کو اس نے دیکھا ہو۔ بلکہ اس نے اس کائنات کو اپنی قدرت کاملہ سے بنایا ہے کیونکہ وہ کن فیکون کا مالک ہے۔

(ج) خالق کائنات کو اِس کائنات کو بنانے کی کوئی ضرورت نہیں تھی وہ ہر چیز سے بے نیاز ہے، وہ ہر اعتبار سے لامتناہی ولامحدود ہے لہٰذا اسے محدود چیزوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ جناب فاطمہ زہراء × نے تخلیق کائنات کا مقصد چند جملوں میں بیان فرمایا ہے، گویا کہ آپؑ نے ان میں معانی ومفاہیم کے دریا سمو دئے ہیں:

۱　اپنی بے پناہ قدرت کو ظاہر کرنے کے لیے۔
۲　بندوں کو اپنی اطاعت کی طرف بلانے کے لیے۔
۳　اپنی لامحدود قدرت کو ظاہر کرنے کے لیے۔
۴　بندوں کو اپنی عبادت کی دعوت دینے کے لیے۔
۵　پیغمبروں کو تقویت پہنچانے کے لیے۔

آخر میں فرماتی ہیں: اس کے بندوں میں سے جو بھی اس کی اطاعت کرے گا وہ ثواب کا مستحق ہوگا اور جنت اس کا ٹھکانا ہوگا۔ اگر کسی نے اس کی نافرمانی کی تو اس کو عذاب دیا جائے گا اور وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں پائے گا۔

(۳) پیغمبر اکرم کی عظمت اور خصوصیات:

اصل

میں گواہی دیتی ہوں کہ میرے والد محمدؐ اللہ کے عبد اور اس کے رسول ہیں۔ اللہ نے آپؐ کو رسول بنانے سے پہلے آپؐ کو برگزیدہ کیا تھا۔ اور آپؐ کو خلق کرنے سے پہلے یہ منصب عطا کیا اور مبعوث کرنے سے پہلے

منتخب کیا۔ جب مخلوقات ابھی پردہ غیب میں پوشیدہ تھیں، ہولناک تاریکی میں گم تھیں اورعدم کی آخری سرحدوں سے متصل تھیں۔ اللہ کو (اس وقت بھی) آنے والے امور کا علم تھا، اور رونما ہونے والے ہر واقعہ پر احاطہ تھا، اور وہ چیزوں کے مقدرات سے با قاعدہ واقف تھا۔

اللہ نے آپؐ کو مبعوث کیا تا کہ اس کے احکام کی تکمیل کریں اس کے قوانین کو نافذ کریں اور حتمی ارادوں کو عملی شکل دیں۔ جب آپؐ مبعوث ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ اقوام عالم نے مختلف مذاہب اختیار کرر کھے ہیں، کچھ اپنے آتشکدوں میں منہمک ہیں اور کچھ بتوں کی پوجا پاٹ میں مصروف ہیں، انہوں نے اللہ کو پہچاننے کے باوجود اس کا انکار کرلیا۔

پس اللہ تعالیٰ نے میرے والد گرامی محمدؐ کے ذریعے اندھیروں کو اجالا کر دیا، اور دلوں سے ابہام کو دور کر دیا، اور آنکھوں سے تیرگی کو ختم کر دیا۔

آپؐ نے لوگوں کی ہدایت کے لیے قیام کیا، ان کو گمراہی وضلالت سے نجات دلائی، ان کی آنکھوں کو روشن کیا، دین (اسلام) کے محکم قوانین کی طرف ان کی ہدایت کی اوران کو راہ راست کی طرف بلایا۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو اپنے پاس بلا لیا شوق ومحبت اور اختیار ورغبت کے ساتھ نیز (آخرت کی) ترغیب وترجیح کے ساتھ۔ اور آپؐ کو اس دنیا کے رنج وغم سے آسودہ کیا، اب مقرب فرشتہ آپؐ کے گرد حلقہ بگوش ہیں، اور آپؐ رب غفار کی خوشنودی اور خدائے جبار کے جوارِقرب میں ہیں۔ اللہ کی رحمت ہو اس نبیؐ اور امین پر جو ساری مخلوقات سے منتخب وپسندیدہ ہیں۔ اللہ کا سلام اور اس کی رحمت اور برکتیں ہوں آپؐ پر۔

مختصر تشریح

جناب فاطمہ زہراء علیہا السلام نے خطبہ کے اس حصہ میں نہایت پر معانی اشارے کئے ہیں اور رسول اکرم ﷺ کے متعلق اہم مباحث کا تذکرہ کیا ہے۔ ان میں سے چند کا تذکرہ پیش کیا جار ہا ہے۔

(الف) آپؐ کا وجود مقدس:

جناب زہراء علیہا السلام نے اس حصہ کی ابتدا میں رسول اکرمؐ کے گوہر ممتاز کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو کائنات کی تخلیق سے پہلے پیدا کیا ہے اور آپؐ ہی کی خاطر اس کائنات کو وجود ملا ہے۔ جس کی طرف قرآن وروایات میں اشارے کئے گئے ہیں۔

"وَمَا اَرْسَلْنَاکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ."

ہم نے آپؐ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔[۲]

اسی طرح توریت وانجیل میں بھی اشارے کئے گئے ہیں۔ بہت سی احادیث ایسی ہیں کہ جن میں آپؐ کے گوہر ممتاز کو تخلیق کائنات سے پہلے بتایا گیا ہے۔ جیسا کہ:

"اول ما خلق الله نوری."

سب سے پہلے اللہ نے میرے نور کو خلق کیا۔ ۷
اس حدیث میں نور مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو تمام مخلوقات سے اول قرار دیا گیا ہے۔اسی طرح ایک اورحدیث میں ارشاد ہے:

''کنت اول الناس فی الخلق و آخرهم فی البعث.''

میں تمام لوگوں سے تخلیق میں سب سے پہلے ہوں اور آخر میں مبعوث ہوا ہوں۔ ۸

بلکہ یہاں تک کہ وجہ خلائق بھی آپؐ کی ہی ذات گرامی ہے:

''لو لاک لما خلقت الافلاک.''

(اے پیغمبرؐ) اگر آپؐ نہ ہوتے تو میں کائنات کو بھی خلق نہ کرتا۔ ۹

اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو اس وقت نبیؐ بنایا تھا جب آدم علیہ السلام کا وجود ہی نہیں تھا۔ارشاد ہے:

''کنت نبیا اذا آدم بین الماء و الطین.''

میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدمؑ مٹی اور پانی میں تھا۔ ۱۰

(یعنی پانی پانی تھا مٹی مٹی تھی ابھی آدمؑ کا مجسمہ بھی نہیں بنا تھا تو اس وقت بھی اللہ نے آپؐ کو نبی بنایا تھا۔)اسی طرح ایک اورحدیث میں ارشاد ہے:

''کنت نبیا اذا آدم بین الروح و الجسد.''

میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدمؑ روح اور جسم کے درمیان تھا۔ ۱۱

(ب) آپؐ کی بعثت کا مقصد اور بعثت سے پہلے لوگوں کی حالت:

جناب زہرہ علیہا السلام اس حصہ میں آپؐ کی بعثت کا مقصد بیان کرتی ہیں کہ آپؐ احکام خدا کی تکمیل اورالٰہی قوانین کا نفاذ کرنے کے لیے مبعوث ہوئے۔ یہ اشارہ اس طرف ہے کہ آپؐ آخری نبیؐ ہیں آپؐ کی شریعت کامل ہے۔جس کی گواہی قرآن کریم میں اس طرح ہے:

'' اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا.''

آج میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمتیں تمام کر دیں، اور تیرے دین اسلام سے راضی ہوا۔ ۱۲

بعثت سے پہلے لوگ مختلف مذاہب اور گروہوں، قبیلوں اور قوموں میں بٹے ہوئے تھے ہر طرف گمراہی کی

تاریکیاں چھائی ہوئی تھیں انسانیت کا کہیں کوئی نام ونشان تک نہیں تھا۔

اسی طرف حضرت علی علیہ السلام نے اشارہ کیا ہے کہ:

''اس وقت کرہ ارض کے باشندے متفرق قوموں میں بٹے ہوئے تھے، منتشر خیالات اور مختلف راہوں میں سرگرداں تھے، کچھ اللہ کو مخلوق کی مانند سمجھتے تھے اور کچھ غیر اللہ کی طرف رجوع کرتے تھے۔ ایسے حالات میں اللہ نے محمدؐ کے ذریعے ان کو گمراہی سے ہدایت بخشی او آپؐ کے ذریعے انہیں جہالت سے بچالیا۔'' (نہج البلاغہ)

آپؐ نے ایسے حالات میں آکر لوگوں کو بیدار کیا انسانیت کو زندہ کیا اور تاریکیوں کے پردے چاک کر کے نور کا اجالا کیا۔ جس کی طرف قرآن میں یوں بیان کیا گیا ہے:

''الٓر ۚ كِتٰبٌ اَنۡزَلۡنٰهُ اِلَيۡكَ لِتُخۡرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوۡرِ ۙ بِاِذۡنِ رَبِّهِمۡ اِلٰى صِرَاطِ الۡعَزِيۡزِ الۡحَمِيۡدِ .''

الٓر یہ عالی شان کتاب ہم نے آپ کی طرف اتاری ہے کہ آپ لوگوں کو اندھیروں سے اجالے کی طرف لائیں ان کے پروردگار کے حکم سے، زبردست اور تعریفوں والے اللہ کی طرف۔ ۱۳

(ج) آپؐ کا انتقال:

اس حصہ میں جناب خاتون جنت نے پیغمبر اکرم ﷺ کے انتقال کو فخریہ انداز میں پیش کیا ہے کہ آپؐ کی یہ شان ہے کہ آپؐ اپنی مرضی اور شوق ومحبت سے بارگاہ الٰہی میں جانے کو ترجیح دی۔ ملک الموت بھی آپؐ کی اجازت کے بغیر گھر میں داخل نہ ہوسکا اجازت ملنے پر گھر داخل ہوئے اور روح قبض کرنے کی اجازت طلب کی، یہ شرف صرف نبی اکرم ﷺ کو ہی ملا ہے۔ پس آپؐ کی روح کا طائر بلند پرواز، جو مدتوں سے اس قفس بدن میں اور اس دار فانی میں مقید تھا اس نے اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے بعد اور کار رسالت کو انجام دینے کے بعد اس قفس کو توڑ کر محبوب کی فضا میں ابدیت کی طرف پرواز کی اور رحمت خدا میں آرام فرما ہوا اور آسمان کے بلند منزلت فرشتوں میں جلوہ افروز ہوا۔

(۴) مسلمانوں کی ذمہ داریاں اور اللہ کی کتاب:

اصل

پھر اہل مجلس کی طرف متوجہ ہوئیں اور فرمایا:

اے اللہ کے بندو! تم ہی اللہ کے اوامر ونہی کے مخاطب ہو، اس کے دین اور اس کی وحی کے حامل ہو، تم اپنے نفسوں پر اللہ کے امین ہو، اور دوسری اقوام کی طرف اس کے مبلغ ہو، اس کی طرف سے برحق رہنما

تمہارے درمیان موجود ہے اور اللہ کا عہد و پیمان جو تم سے پہلے ہی لیا جا چکا ہے۔

آپؑ نے ایک (گرانبہا) ذخیرے کو تمہارے درمیان جان نشین بنایا ہے۔ اور اللہ کی کتاب بھی ہمارے درمیان موجود ہے، یہ اللہ کی ناطق کتاب ہے، یہ سچا قرآن ہے، یہ چمکتا نور ہے، یہ روشن چراغ ہے۔ ایسی کتاب جس کی دلیلیں روشن، جس کے اسرار و رموز آشکار، جس کا ظاہر پرنور اور اس کی پیروی کرنے والے قابل رشک ہیں۔

ایسی کتاب جو اپنے عمل کرنے والے کو جنت میں لے جاتی ہے اور سننے والوں کو ساحل نجات تک رہنمائی کرتی ہے۔ اس کے ذریعے اللہ کی روشن دلیلوں کو پایا جا سکتا ہے۔ اس کے واجبات کی تفسیر معلوم کی جا سکتی ہے۔ اس کے محرمات کی شرح حاصل کی جا سکتی ہے۔ اس کی واضح دلیلیں روشن اور اس کے براہین کافی ہیں۔ مستحبات پر مشتمل اس کے فضائل کو اور جائز مباحات کو اور اس کے واجب دستور پایا جا سکتا ہے۔

تشریح

(الف) لوگوں کو اپنی ذمہ داریوں سے آگاہ کرنا:

اس حصہ میں جناب زہراء علیہا السلام مسلمانوں سے مخاطب ہوتی ہیں کہ تم لوگ ہی سب سے پہلے ذمہ دار ہو اللہ کے احکام پر عمل کروا ن کو دوسروں تک پہنچاؤ، تم نے وحی الٰہی کو سنا، اس کی تشریح رسول ﷺ نے تمہارے سامنے کی لہٰذا تمہاری ذمہ داری بنتی ہے کہ تم اس پیغام کو دوسری قوموں اور ملتوں کی طرف پہنچاؤ۔ جیسا کہ قرآن حکیم کی آیت ہے:

"كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ"

تم بہترین امت ہو، لوگوں کی ہدایت کے لیے نکالے گئے ہو، تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائیوں سے روکتے ہو۔ اب اگر تم لوگوں نے کوتاہی کی اور تساہلی سے کام لیا تو اللہ کے سخت عذاب کا انتظار کرو۔[14]

تمہارے درمیان اللہ کی طرف سے برحق رہنما (علی علیہ السلام) موجود ہے اور کچھ دن پہلے غدیر کے میدان میں اس کا تم سے عہد و پیمان بھی لیا جا چکا ہے کہ:

"من كنت مولاه فهٰذا علی مولاه."

جس کا میں مولا ہوں علی اس کا مولا ہے۔[15]

اس کے باوجود تم کہاں جا رہے ہو، کیوں سرگرداں ہو، راہ راست کو کیوں ترک کر رہے ہو، تفرقہ وانتشار اور ضد و تعصب کے پھندوں کو اتار پھینکو، آؤ میدان غدیر میں اپنے کیے ہوئے عہد و پیمان پر عمل کروا اور اسی منتخب نمائندہ کے ساتھ مل کر اللہ کے اوامر ونواہی کی تبلیغ کرو، اس کا ساتھ دو اور دین اسلام کو سربلند کرو وہی زعیم برحق تمہیں کامیابیوں کی بلندیوں کی طرف لے جائے گا۔

(ب) قرآن کی عظمت:

خاتون جنت نے خطبہ کے اس حصہ میں حدیث ثقلین کی طرف اشارہ کیا کہ پیغمبر اکرم ﷺ نے تمہارے درمیان قرآن واہل بیت کو اپنا جانشین بنایا ہے لہٰذا تمہیں چاہیے کہ ان دونوں کے ساتھ متمسک رہو۔ اس کے بعد قرآن کے فضائل بیان کرتی ہیں کہ یہ قرآن ناطق ہے جو ایک سچی کتاب ہے واضح روشنی دینے والی کتاب ہے، یہ ایک چمکتا ہوا نور ہے اس سے اپنے دلوں کو منور کرو، یہ ایک روشن چراغ ہے اسی سے راہ راست کی ہدایت حاصل کرو، اسی سے درس عبرت حاصل کرو، اس کا ظاہر بہت خوبصورت اور پُر نور ہے۔ جس کا باطن واضح اور ثمر بار ہے۔ جس کی دلیلیں اطمینان بخش اور نجات دینے والی ہیں۔ یہ ایک ایسی بابرکت کتاب ہے جو اپنے پیروکار کو جنت کی طرف لے جاتی ہے۔

(۵) احکام شریعت اوران کا فلسفہ:

اصل

اللہ نے ایمان کو تمہیں شرک سے پاک کرنے کا ذریعہ قرار دیا۔ نماز کو فرض کیا تمہیں تکبر وغرور سے محفوظ رکھنے کے لیے۔ زکوٰۃ کو نفس کی پاکیزگی اور رزق میں اضافے کا سبب بنایا۔ روزہ کو اخلاص کے اثبات کا ذریعہ بنایا۔ حج کو فرض کیا دین کو تقویت دینے کے لیے۔ عدل وانصاف کو واجب قرار دیا دلوں کو جوڑنے کے لیے۔ ہماری اطاعت کو ملت کے نظام کا وسیلہ قرار دیا۔ اختلافات سے محفوظ رہنے کے لیے ہماری امامت کو واجب قرار دیا۔ جہاد کو اسلام کی سربلندی کا ذریعہ بنایا، صبر کو حصول ثواب کا سبب بنایا۔ امر بالمعروف کو عوام کی بھلائی کا ذریعہ بنایا۔ والدین کے ساتھ حسن سلوک کو قہر الٰہی سے بچنے کا ذریعہ بنایا۔ صلہ رحمی کو واجب قرار دیا عمر کی دارزی اور افرادی کثرت کے لیے۔ قصاص کو قرار دیا جان کی حفاظت کے لیے۔ وفائے عہد کو لازم قرار دیا گناہوں کی مغفرت کے لیے۔ کم بیچنے کو حرام قرار دیا کمی سے محفوظ کرنے کے لیے، شراب کو حرام کیا نجاستوں سے دور رہنے کے لیے، تہمت کو ناجائز کیا لعنت (اللہ کے عذاب) سے محفوظ رہنے کے لیے، چوری کو حرام کیا عفت نفس کے لیے، شرک کو حرام کیا اپنی ربوبیت کو خالص بنانے کے لیے۔

مختصر تشریح

احکام کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے مختصر عبارت میں مفاہیم کے دریا سمو دیئے ہیں۔ ایمان سے نذر کی وفا تک، توحید سے کم فروشی تک ہر ایک کو ایک ایک جملہ میں اس طرح بیان کر دیا کہ گویا کوزے میں سمندر کو بند کر دیا ہے۔

(ا) ایمان:

کتنا عظیم جملہ ہے یہ کہ **اللہ نے ایمان کو تمہیں شرک سے پاک کرنے کا ذریعہ قرار دیا۔** یہ جملہ اس حقیقت کو بیان کر رہا ہے کہ توحید کی حقیقت اور اللہ کی معرفت ہر انسان کی فطرت میں موجود ہے۔ یعنی انسان فطری

طور پر موحد ہے لیکن حالات اسے بدل دیتے ہیں۔ایک حدیث میں اس کی طرف اشارہ ہے کہ:

" کل مولود یولد علی الفطرة فابواه یهودانه او ینصرانه او یمجسانه."

ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے پس اس کے والدین اسے بنا دیتے ہیں یہودی، عیسائی یا مجوسی اور شرک کی کثافت ایک عارضی نجاست ہے۔

اسلام آیا ہی اسی لیے ہے کہ دلوں کو پاکیزہ بنائے اور زمین کو کفر و شرک کی نجاستوں سے پاک کرے۔

(۲) نماز:

نماز اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا عملی اعتراف ہے۔ جب بندہ اللہ کی کبریائی کا معترف ہو جائے تو وہ تکبر وغرور کا تصور بھی نہیں کر سکتا اور عاجزی وانکساری اس کے وجود میں شامل ہو جائے گی۔

(۳) زکوٰۃ:

زکوٰۃ اسی لیے فرض کی گئی تا کہ انسان کا مال پاکیزہ ہو جائے یہی تعبیر قرآن کریم میں بھی موجود ہے کہ:

"خُذْمِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّيْهِمْ."

ان کے اموال میں سے صدقہ (زکوٰۃ) لیجئے اس کے ذریعے آپ ان کے اموال کو پاکیزہ اور بابرکت بنائیں۔[۱۷]

زکوٰۃ انسان کو مالی غلامی سے آزاد کراتی ہے اور دنیا کی قید و بند سے نجات دلاتی ہے اور اس طرح معاشرے کے محروم افراد اقتصادی استحکام پا کر ترقی کرنے لگتے ہیں۔

(۴) روزہ:

عبادات میں روزہ اخلاص کی خصوصی علامت اس لیے ہے کہ باقی عبادات کا مظاہرہ عملاً ہوتا ہے، جن میں ریاکاری کا امکان رہتا ہے مگر روزہ دار کے بارے میں صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ اس نے روزہ کی حالت میں کچھ کھایا یا پیا نہیں ہے۔حدیث قدسی میں ارشاد ہے کہ:

" الصوم لی و انا اجزی علیه."

روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔[۱۸]

(۵) حج:

حج کی عظیم الشان اور عالمی کانفرنس اسلام کے استحکام اور تقویت کے لیے قرار دی تا کہ فکری، ثقافتی، عسکری اور سیاسی میدان میں مسلمان ایک دوسرے کو تقویت پہنچا سکیں۔ جب مسلمان طاقتور ہوں گے تو خود بخود اسلام طاقتور بن جائے گا۔

(۶) عدل:

عدل وانصاف کے ذریعے دلوں سے دیرینہ دشمنی بغض وعناد کو دور کیا، بدامنی کو امن میں تبدیل کر دیا کیونکہ جب ہر انسان کو اس کا حق ملے گا اور اس کے ساتھ عدل وانصاف کیا جائے گا تو یقیناً پورا معاشرہ امن کا گہوارہ بن جائے گا اور تمام لوگ دلی اعتبار سے ایک دوسرے سے محبت کریں گے۔

(۷،۸) اطاعت وامامت اہل بیت ÷:

اللہ تعالیٰ نے اہل بیت اطہار علیہم السلام کو مسلمانوں کا رہبر قرار دے کر معاشرتی نظام کی سلامتی کی ضمانت لی تاکہ لوگ توحید کے راستے پر چل سکیں اور ہر طرح کے نفاق وافتراق سے دور رہیں۔ اگر امت اسلامیہ اہل بیتؑ کی امامت پر مجتمع ہو جاتی تو اس امت میں تفرقہ وانتشار وجود میں نہ آتا اور امت محمدیہؐ میں جو بھی تفرقہ وجود میں آیا ہے وہ اہل بیت اطہارؑ کے ساتھ محض حسد وعداوت کی وجہ سے آیا ہے۔

(۹) جہاد:

خاتون کائنات فرماتی ہیں کہ اللہ نے جہاد کو فرض کیا تاکہ اسلام سربلند ہو۔ کیونکہ جہاد کے ذریعے دشمنان اسلام اور ظالموں کو نیست ونابود کیا جاتا ہے۔ جہاد کے متعلق حضرت علی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

"والله ما صلحت دين و دنيا الا به."

اللہ کی قسم دین اور دنیا کی فلاح وبہبود صرف جہاد کے ذریعے ممکن ہے۔[۱۹]

(۱۰) صبر:

صبر کے متعلق جناب زہرہ علیہا السلام فرماتی ہیں کہ اللہ نے صبر کو اسی لیے قرار دیا ہے تاکہ اس کے ذریعے زیادہ سے زیادہ اجر وثواب حاصل کیا جائے۔

(۱۱) امر بالمعروف ونہی عن المنکر:

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اصلاح معاشرہ کے لیے اسلام کا ایک زرین اصول ہے جس پر عمل پیرا ہونے والے کی صورت میں ایک متوازن سوچ کا حامل باشعور معاشرہ وجود میں آتا ہے۔ جس میں کسی ظالم کو ظلم کرنے اور کسی استحصالی کو استحصال کرنے کا موقعہ نہیں ملتا کیونکہ ایک آگاہ اور باشعور معاشرہ ایسا کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ اگر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ترک کیا گیا تو ہر قسم کے ظلم واستحصال کو کھلی چھوٹ مل جائے گی۔

(۱۲) والدین کے ساتھ نیکی:

والدین کے ساتھ حسن سلوک کو جناب زہرہ علیہا السلام نے غضب الٰہی سے بچنے کا ذریعہ کہا ہے۔ اسی طرح ایک حدیث میں بھی ارشاد ہے کہ:

"**من اسخط والدیه فقد اسخط الله و من اغضبهما فقد اغضب الله.**"

جس نے والدین کو ناراض کیا اس نے اللہ کو ناراض کیا اور جس نے والدین کو غصہ دلایا اس نے اللہ کو غصہ دلایا۔[۲۰]

(۱۳) صلہ رحم:

صلہ رحمی کرنے سے انسان کی عمر میں اضافہ ہوتو مال میں کثرت ہوتی ہے اور اس سے افرادی قوت بھی بڑھ جاتی۔

(۱۴) قصاص:

خاتون جنت نے قصاص کو خونریزی کو روکنے کا ذریعہ کہا ہے۔یہی گواہی قرآن مجید میں بھی موجود ہے کہ:

"**وَ لَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يَّاُولِي الْاَلْبَابِ.**"

اے صاحبانِ عقل! تمہارے لیے قصاص میں زندگی ہے۔[۲۱]

(۱۵) ناپ تول:

ناپ تول میں کمی عذاب الٰہی کا باعث بنتی ہے اس لیے جناب زہراء × نے اس سے منع فرمایا ہے۔ اسی طرح قرآن میں بھی حکم ہے کہ:

"**وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ.**"

تباہی و بربادی ہے ان لوگوں کے لیے جو کم فروشی کرتے ہیں۔[۲۲]

اور کم فروشی کی ہی وجہ سے حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم پر عذاب نازل ہوا۔

(۱۶) شراب نوشی:

اللہ تعالیٰ نے شراب نوشی کی حرمت کو گناہ کی آلودگیوں سے بچنے کا ذریعہ بنایا ہے۔امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں رسولؐ اللہ نے شراب نوشی کے متعلق دس افراد پر لعنت بھیجی ہے۔وہ یہ ہیں:

اس کی زراعت کرنے والا، اس کی حفاظت کرنے والا، اس کو بیچنے والا، اس کو خرید کرنے والا، اس کو پینے والا، اس کا مالی فائدہ اٹھانے والا، اس کو نچوڑنے والا، اس کو اٹھا کر لے جانے والا اور وصول کرنے والا اور اس کو پلانے والا۔[۲۳]

(۱۷) بہتان تراشی:

بہتان تراشی کے متعلق قرآن کریم میں ارشاد ہے:

"اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِی الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ."

جولوگ بے خبر پاک دامن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں ان پر دنیا وآخرت میں لعنت ہے اوران کے لیے عذاب عظیم ہے۔[۲۴]

(۱۸) چوری:

چوری کے بارے میں قرآن میں حد بیان ہوئی ہے کہ:

"وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ."

چوری کرنے والے مرد اور عورت کا ہاتھ کاٹ ڈالو، یہ ان کے کئے کی سزا ہے اور اللہ کی طرف سے تنبیہ ہے۔[۲۵]

(۱۹) شرک:

شرک ایک نا قابل معافی گناہ ہے، جس کی کوئی بخشش نہیں ہے اس کے علاوہ تمام گناہ بخشے جا سکتے ہیں۔ لہٰذا اس سے بچنے والا انسان توحید پرست ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کو اس کی ذات اور صفات تمام میں واحد و یکتا مانتا ہے۔

(۶۰) حکومت کے مقابلے میں اپنا موقف:

اصل

لوگو! تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ میں فاطمہؑ ہوں اور میرے بابا محمدؐ ہیں اللہ کا درود وسلام ہو ان پر، جو کچھ میں کہہ رہی ہوں اس کا آغاز وانجام ایک ہے (میں متضاد باتیں نہیں کہتی ہوں) جو کچھ میں کہہ رہی ہوں وہ غلط نہیں ہے، اور نہ میرے عمل میں خطا و لغزش کی آمیزش ہے۔

ب

بتحقیق تمہارے پاس خود تم ہی میں سے ایک رسول آیا، تمہیں تکلیف میں دیکھنا اس پر شاک گزرتا ہے، وہ تمہاری بھلائی کا نہایت خواہاں ہے اور مؤمنین کے لیے نہایت شفیق و مہربان ہے۔ (سورۃ توبہ ۱۲۸)

اگر تم اس کا نسب تلاش کرو تو تمہیں معلوم ہوگا کہ میرے والد تھے تمہاری عورتوں میں سے کسی کے نہیں، وہ میرے چچا کے فرزند کے بھائی تھے نہ کہ تم لوگوں کے، کتنا لائق افتخار ہے یہ سلسلہ نسب۔ خدا کا درود وسلام ہو ان پر اور ان کے خاندان پر۔

ہاں وہ تشریف لائے اور انہوں نے اپنی ذمہ داریوں کو بخوبی انجام دیا۔لوگوں کو خطرات سے آگاہ کیا۔آپؐ نے مشرکین کی روش کو پس پشت ڈال دیا،ان پر کمر شکن ضرب لگائی اوران کی گردنوں کومروڑ دیا،ان کے گلوں کوگھوٹا تاکہ وہ شرک سے دستبردار ہو جائیں اورتوحید کے راستے پر آجائیں۔

پھر حکمت اور موعظہ حسنہ کے ساتھ اپنے رب کی طرف بلایا۔بتوں کو پاش پاش کر دیا اور طاغوتوں کواس طرح سرنگوں کیا کہ وہ شکست کھا کر راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور ہوگئے۔یہاں تک کہ رات کی تاریکی دور ہوگئی اورصبح امید کی روشنی پھیل گئی،حق واضح ہوگیا اور دین کے پیشوا نے زبان کھولی۔شیطان کی زبان کو لگام دے دی۔منافق جماعت کی ہلاکت یقینی ہوگئی۔کفر وشقاوت کے بند ٹوٹ گئے۔چند معزز فاقہ کش ہستیوں کی معیت میں تم کلمہ توحید کااقرار کرنے لگے۔

ہاں اس وقت تم آگ کے گھڑے کے دہانے پر تھے،اتنے مختصر تھے جیسے پیاسے کے لیے ایک گھونٹ پانی، یا بھوکے کے لیے ایک نوالہ، یا جلدی میں اٹھائی جانے والی چنگاری، یا قدموں کے نیچے پامال ہونے والے خس وخاشاک تھے۔ان دنوں تمہارا پینے کا پانی گندا اور بدبودار تھا،تمہاری غذا درختوں کے پتے تھے،تم (اس طرح) ذلت وخوار میں زندگی بسر کرتے تھے۔تم ہمیشہ اس بات سے ڈرتے رہتے تھے کہ کہیں تمہارا طاقتور دشمن تم پر حملہ نہ کردے اورتم کو اچک نہ لیں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ایسے حالات میں تمہیں محمدؐ کے ذریعے نجات دلائی۔انہوں نے بہادروں اورزورآوروں، عرب کے بھیڑیوں اور سرکش اہل کتاب کا مقابلہ کیا۔انہوں نے جتنا زیادہ جنگ کی آگ کو بھڑکانا چاہا اللہ تعالیٰ نے اس کو بجھا دیا۔جب بھی شیطان ظاہر ہوتا تھا اور مشرکین کا فتنہ پھیلنے لگتا تھا اس وقت میرے والد اپنے بھائی (علیؑ) کوان کے مقابلے میں بھیجتے تھے۔وہ ان لوگوں کے غرور کواپنے پیروں تلے پامال کئے بغیر اوراپنی تلوار سے اس آتش کو فرو کئے بغیر واپس نہیں لوٹتے تھے۔وہ راہ خدا میں جان فشاں تھے،اللہ کے معاملے میں مجاہد تھے،رسول اللہ کے نہایت قریبی تھے اور اولیاء اللہ کے سردار تھے۔وہ (جہاد کے لیے) ہمہ وقت کمر بستہ،امت کے خیرخواہ،محکم عزم کے مالک اور راہ حق میں جفاکش تھے۔وہ راہ خدا میں کسی ملامت کرنے والی کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔مگر تم ان دنوں عیش وآرام کی زندگی بسر کرتے تھے، نیز سکون اور خوشی میں امن وامان کے ساتھ رہتے تھے۔تم اس انتظار میں رہتے تھے کہ ہم پر مصیبتیں آئیں اورتمہیں بری خبریں سننے کوملیں،تم جنگ کے وقت پسپائی اختیار کرتے تھے اور لڑائی میں راہ فرار اختیار کرتے تھے۔

مختصر تشریح

(الف) اپنا تعارف:

حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام نے خطبہ کے اس حصہ میں سب سے پہلے اپنا تعارف کرایا حالانکہ ان لوگوں کوعلم تھا کہ فاطمہ کون ہیں۔یہ وہی فاطمہؑ ہیں کہ جس کی شان میں آیت تطہیر،آیت مباہلہ اورسورۃ الدہر وغیرہ نازل ہوئی ہیں۔اس کے علاوہ ان لوگوں نے رسول پاک صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جناب زہراء ﷺ

کی منزلت وعظمت اور فضائل کے بارے میں بہت سے فرامین سن چکے تھے جن میں سے چند یہ ہیں:

"الفاطمة سيدة نساء العلمين و سيدة نساء اهل الجنة." ٢٦

فاطمة بضعة منى من اغضبها اغضبنى."٢٧

"انما فاطمة بضعة منى يو ذينى ما آذاها." ٢٨

"فاطمة بضعة منى يو ذينى ما اذاها و ينصبنى ما انصبها."٢٩

پس جناب خاتون جنت نے اپنا تعارف اس لیے کرایا کہ ان لوگوں پر حجت تمام ہوجائے اور بہانے تراشنے کی کوئی گنجائش نہ رہے۔اور یہ بھی واضح کردیا کہ حضرت علی -اوررسول اکرم ﷺ ایک دوسرے سے کتنے قریب ہیں اور ساتھ ہی اپنی گفتگو کی اہمیت بھی بتلادی کہ میں کوئی غلط بات نہیں کررہی ہوں لہٰذا تم میری بات کوغور سے سنواور اپنی عظیم ذمہ داریوں کا احساس کرو۔

(ب) رسولؐ اللہ کی غیر معمولی ہمدردی:

اس کے بعد جناب خاتون جنت علیہا السلام رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان لوگوں کے ساتھ غیر معمولی ہمدردی کا تذکرہ کرتی ہیں کہ آپؐ نے کس قدر تمہارے لیے زحمتیں برداشت کیں،تمہارے رنج وغم میں شریک رہے، ہمہ تن تمہاری ہدایت کے خواہاں تھے اور تمہارے لیے نہایت مہربان اور رحم دل تھے لہٰذا آج اسی رسولؐ کی بیٹی تکلیف میں ہے اور تمہیں مدد کے لیے پکاررہی ہے اور تم امداد کو نہیں پہنچ رہے ہو۔

(ج) رسولؐ اللہ کی غیر معمولی زحمتیں:

پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم طاقت وہمت کے بارے میں فرماتی ہیں کہ آپؐ تن تنہا اس عظیم کام کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے ، ذرہ برابر بھی گھبرائے نہیں ،ظالموں کو سرنگوں کیا، تکبر کرنے والوں کو خاک میں ملادیا ،دشمنوں کی طاقت کو توڑ دیا،ان کے بت خانوں کو ویران کردیا، دشمنان خدا کو پریشان کردیا، ظلمتوں کو ختم کرکے نور کا اجالا کردیا،حق کو نمایاں کیا، شمع حقیقت کو فروزاں کیا جس کی وجہ سے دشمنوں نے راہ فرار اختیار کی اور لوگوں میں اتنی ہمت ہوئی کہ انہوں نے کفر کے دریا میں کلمہ لا الہ الا اللہ کے چراغ کو روشن کیا۔

(د) اسلام سے پہلے اور ابتدا میں لوگوں کے حالات:

خاتون جنت علیہا السلام ان لوگوں کو وہ وقت یاد دلا رہی ہیں جب ان کی تعداد تھوڑی تھی۔ ہر طرف وحشتوں کا طوفان تھا ایک طرف پرانی بت پرستی اور شرک کے وسوسے تھے جو کبھی کبھی تمہارے ذہنوں میں فتور پیدا کرتے تھے،تم شک وتردید میں مبتلا ہوجاتے تھے، تمہیں جہنم کے کنارے کی طرف کھینچ کرلے جاتے تھے۔ دوسری طرف طاقتور، بے رحم اور سنگ دل دشمن تھے اور ہر طرف سے تم کو گھیرے ہوئے تھے، ایسا لگتا تھا کہ پلک جھپکتے ہی تم کو نیست ونابود کردیں گے اور تمہیں کچل ڈالیں گے۔

اس وقت تمہارا پینے کا پانی گندا، بد بودار اور متعفن تھا کوئی چیز تمہیں میسر نہیں آتی تھی تم ہمیشہ اپنے مستقبل کے متعلق خوفزدہ رہتے تھے۔ان واقعات کی طرف حضرت علی علیہ السلام نے یوں اشارہ کیا ہے:۔

''اے گروہ عرب! اس وقت تم بدترین دین پر تھے اور بدترین گھروں میں تھے۔ کھردرے پتھروں اور زہریلے سانپوں میں تم بودوباش رکھتے تھے۔ گدلا پانی پیتے تھے اور بدترین غذا کھاتے تھے اپنا خون بہاتے تھے اور قطع رحمی کیا کرتے تھے۔''۳۰

لیکن زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ فتنہ کی آگ خاموش ہوگئی، طوفان ختم ہوگیا ظالموں نے راہ فرار اختیار کی اسلام سر بلند ہوگیا۔مختصراور کمزور طبقا مسلط ہوگیا اور طاقتور طبقہ نیست ونابود ہوگیا۔

خاتون کائنات علیہا السلام نے اس حساس دور کو یاد دلایا جس میں مؤمنین کے لیے ایک دن ایک صدی کے برابر تھا تا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ان بے پناہ نعمتوں کو یاد کریں، ان کی ناشکری نہ کریں، ہمیشہ خدا کے معین کردہ راستوں پر چلیں اور حکومت وقت کی طرف سے ایجاد کردہ فضا میں حواس باختہ نہ ہوجائیں۔

(ھ) حضرت علی علیہ السلام کی قربانیاں:

خطبہ کے اس حصہ کے آخر میں خاتون جنتؑ حضرت علی علیہ السلام کی بے پناہ قربانیوں کا تذکرہ کرتی ہیں کہ انہوں نے خطرناک ترین مواقع پر اسلام کی مدد کی جب بھی آپؐ انہیں بھیجتے تھے تو وہ غیر معمولی جاں نثاری، وفاداری اور قربانی کے ساتھ دشمنوں کا مقابلہ کرتے تھے۔وہ ان کی بھڑکائی ہوئی آگ میں جا کر اس کو بلکل ٹھنڈا کر کے خاموش کرتے تھے۔سرکشوں کے سروں کو اپنی تلوار سے کاٹ دیتے تھے۔ان کے غرور کو خاک میں ملا دیتے تھے۔لہٰذا ایسا ہی شخص اس انقلاب کو ادھر ادھر منحرف ہونے سے روک سکتا ہے۔تم اسے ہی اپنا پیشوا بنالو گمراہی سے بچ جاؤ گے۔کیونکہ وہ راہ خدا میں جانفشانی کرنے والے مجاہد اور رسولؐ اللہ کے قریبی، اولیاء اللہ کے سید وسردار ہیں اور وہ اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے اور نہ شرماتے ہیں۔

حوالہ جات

(۱)القرآن، البراہیم، ۳۴)
(۲)القرآن، البراہیم، آیت: ۷)
(۳)بحارالانوار، ج ۱۰۱، ص ۳۴)
(۴)بحارالانوار، ج ۱۰۱، ص ۳۴)
(۵)صحیفہ کاملہ: دعا نمبر ۳، ص ۳۵)
(۶)القرآن، الانبیاء، آیت: ۱۰۷)
(۷)بحارالانوار، ج ۱، ص ۹۷)
(۸)جامع الصغیر، ج ۲، ص ۲۹۶)
(۹)مناقب ابن شہر آشوب، جلد ۱، صفحہ ۱۸۶)
(۱۰)مناقب ابن شہر آشوب، جلد ۱، صفحہ ۱۸۳)
(۱۱)المصنف۔ ابن ابی شعبہ، ج ۸، ص ۴۳۸)
(۱۲)القرآن، المائدہ، آیت: ۳)
(۱۳)القرآن، البراہیم، آیت: ۱)
(۱۴)القرآن آلعمران: آیت: ۱۱۰)
(۱۵)الکافی، جلد ۱، صفحہ ۲۸۷)
(۱۶)صحیح البخاری، جلد ۲، صفحہ ۱۰۴)
(۱۷)القرآن، التوبہ، آیۃ ۱۰۳)
(۱۸)کافی، جلد ۴، صفحہ ۶۳)
(۱۹)بحارالانوار، جلد ۳۲، صفحہ ۵۶)
(۲۰)مستدرک الوسائل، جلد ۱۵، صفحہ ۱۹۳)
(۲۱)القرآن، البقرۃ، آیۃ ۱۷۹)
(۲۲)القرآن، المطففین، آیۃ: ۱)
(۲۳)الکافی، جلد ۶، صفحہ ۴۲۹)
(۲۴)القرآن، النور، آیۃ ۲۳)

(۲۵)القرآن،المائدہ: آیۃ ۳۸)
(۲٦) صحیح البخاری،جلد۴،باب المناقب،صفحہ۱۸۳و۲۰۹)
(۲۷)ایضا،ص۲۱۰
(۲۸) صحیح المسلم ،جلد۷،صفحہ۱۴۱)
(۲۹)سنن الترمذی،جلد۵،صفحہ۳٦۰)
(۳۰) نہج البلاغہ،خطبہ:۲٦،جلدا،ص٦٦،تحقیق شیخ محمد عبدہ،طبع: دارالمعرفت بیروت)

المراجع والمصادر

(۱) ابوالفضل احمد ابن ابی طاہر المعروف با بن طیفور (المتوفی ۲۸۰ھ) "بلاغات النساء" المطبعۃ دارالشریف الرضی،قم المقدس ایران۔
(۲) احمد ابن ابی یعقوب بن جعفر ابن وہب ابن واضح بن الکاتب العباسی (المتوفی ۲۸۴ھ) " تاریخ یعقوبی "،طبع: دارالصادر بیروت، لبنان۔
(۳) ابوبکر احمد ابن عبدالعزیز الجوہری البصری البغدادی (المتوفی ۳۲۳ھ) " السقیفہ و فدك " طبع الثانی،شرکۃ الکتبی بیروت، لبنان۔
(۴) ابوالحسن علی ابن حسین المسعودی الشافعی (المتوفی ۳۴٦ھ) ''مروج الذھب" ، المطبعۃ البہیۃ المصریۃ مصر ۱۹۲۷ء
(۵) ابوالفرج علی ابن حسین الاصبہانی الاموی المتوفی (۳۵٦ھ): "مقاتل الطالبین "، طبع ثانی: مکتبۃ الحیدریۃ نجف،۔
(٦) احمد ابن علی ابن ابی طالب الطبرسی (متوفی ۵٦۰ھ) نے اپنی کتاب: "احتجاج طبرسی"، طبع: نجف الاشرف،سال ۱۹٦٦ع،
(۷) ابوجعفر محمد ابن علی المعروف شیخ صدوقؒ (متوفی ۳۸۱ھ): "علل الشرئع "،طبع نجف اشرف، سال ۱۳۸٦ھ ۱۹٦٦ع،
(۸) ابوجعفر محمد ابن علی المعروف شیخ صدوقؒ (متوفی ۳۸۱ھ): "معانی الاخبار "،طبع، انتشارات اسلامی قم ایران۔
(۹) القاضی ابوحنیفہ النعمان بن محمد التمیمی المغربی (۳٦۳ھ): ''شرح الاخبار فی فضائل ائمہ الطہار''

التحقیق: السید محمد الحسینی الجلالی، الناشر: موسسۃ النشر الاسلامی التابعۃ لجماعۃ من المدرسین قم

(۱۰) ابن طاؤس رضی الدین ابوالقاسم علی ابن موسیٰ الحلی (المتوفی ۶۶۴ ھ) اپنی کتاب:
" الطرائف فی معرفة مذاهب الطوائف"، طبع اول، سال ۱۳۷۱ھ مطبعۃ الخیام، قم۔ ایران۔

(۱۱) الامام الحافظ رشید الدین ابوعبداللہ محمد ابن علی ابن شہر آشوب ابن ابی نصر ابن ابی حبیش السروی المازندرانی (المتوفی ۵۸۸ھ) :"مناقب آل ابی طالب"، طبع نجف، ۱۳۷۶ھ ۱۹۵۶ع

(۱۲) امام محمد بن اسماعیل بخاری (المتوفی ۲۵۶ھ): ''صحیح البخاری''، ناشر دار الفکر بیروت، سنۃ ۱۴۰۱ھ

(۱۳) امام مسلم بن حجاج القشیری: "صحیح مسلم"، "ناشر دار الفکر بیروت۔ لبنان۔

(۱۴) البلاذری احمد ابن یحیی بن جابر: فتوح البلدان''، طبع ثانی ۱۳۷۹ھ، مکتبۃ النہضۃ المصریۃ القاہرہ۔

(۱۵) الترمذی محمد ابن عیسی (متوفی ۲۷۹ھ): ''سنن الترمذی''، دار الفکر بیروت، سنۃ ۱۴۰۳ھ

(۱۶) الشریف مرتضی علی ابن حسین الموسوی (المتوفی ۴۳۶ھ) :"الشافی فی الامامة"
طبع ثانی ۱۴۱۰ھ، موسسہ اسماعیلیان، قم۔ ایران

(۱۷) شمس الدین ابوالبرکات محمد ابن احمد الدمشقی الباعونی الشافعی (المتوفی ۸۷۱ھ):
" جواهر المطالب فی مناقب الامام الجلیل علی ابن ابی طالب"،
طبع اول سال ۱۴۱۵ھ ناشر مجمع احیاء الثقافۃ الاسلامیۃ، قم المقدس، ایران،

(۱۸) الشیخ محمد باقر المجلسی (المتوفی ۱۱۱۱ھ) ''بحار الانوار''، ناشر مؤسسۃ الوفاء بیروت لبنان،
الطبع الثانیہ، سنۃ ۱۹۹۳ع

(۱۹) علامہ عزالدین ابن ابی الحدید المعتزلی البغدادی (المتوفی ۶۵۶ھ): "شرح نهج البلاغه"،
طبع ثانی، دار الاحیاء الکتب العربیہ مصر ۱۹۶۷ء

(۲۰) علی ابن عیسی اربلی (المتوفی ۶۹۳ھ): " کشف الغمة فی معرفة الائمة"، طبع ثانی،
سال ۱۴۰۵ھ ۱۹۹۸ع دار الاضواء، بیروت لبنان۔

(۲۱) محمد ابن جریر ابن رستم الطبری الشیعی (متوفی ۵ھ): " دلائل الامامة"، طبع اول ۱۴۱۳ھ
ناشر مؤسسۃ البعثۃ، قم۔ ایران

(۲۲) محمد یعقوب کلینی (المتوفی ۳۲۹ھ): "اصول کافی" ناشر دار الکتب اسلامیہ طہران،
طبع چہارم، سال ۱۳۶۵ھ ش

☆☆☆☆☆☆